فہمِ قرآن کورس

سلسلہ 1 عَمَّ (پارہ 30)

معلّم
فضیلۃ الشیخ ابونعمان بشیر احمد حفظہ اللہ

سبق 5

تعارف — سورت المطففین

سورت کا تعارف

1. اس سورت کا نام پہلی ہی آیت ''وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ'' سے رکھا گیا ہے۔ اکثر مفسرین نے اسے مکی سورت قرار دیا ہے جبکہ بعض نے مدنی بھی کہا ہے۔
2. اس سورت میں ایک رکوع، 36 آیات، 172 کلمات، اور 758 حروف ہیں۔
3. قرآنی ترتیب میں اس کا نمبر 83 اور نزول نمبر 86 ہے۔
4. **ربط:**

گزشتہ ''سورۃ الانفطار'' میں احوال قیامت اور اس دن لوگ نیک و بد دو گروہوں میں تقسیم ہوجانے کا ذکر تھا تو اس سورت میں بھی اس چیز کو وضاحت سے بیان کردیا گیا ہے۔ گزشتہ سورت میں نامہ اعمال لکھنے والے فرشتوں کا ذکر تھا تو اس میں لکھے جانے والے نامۂ اعمال کا ذکر ہے۔

5. **خلاصہ سورت:**

اس سورت کے شروع میں معاشرے میں عام پھیلی ہوئی برائی ناپ تول میں کمی کرنے والوں کا تذکرہ ہے اس جرم میں واقع ہونے کا سبب آخرت سے غفلت بتلایا گیا ہے اور ساتھ ہی آخرت سے غافل اور جزاء وسزا کا انکار کرنے والوں کو سخت وعید سنائی گئی ہے۔ اور آخرت پر یقین رکھتے ہوئے صالح زندگی گزارنے والوں کیلئے جنت کی بشارت سنائی گئی ہے۔ سورت کا اختتام اس پر کیا گیا ہے کہ جیسے دنیا میں باطل پرست، اہلِ حق پر آوازیں کستے ہیں اور اُن کا مذاق اُڑاتے ہیں، تو قیامت کے دن اہلِ حق بھی ان مجرموں سے استہزاء کریں گے جب انہیں زنجیروں میں جکڑ کر گھسیٹ کر جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔

6. **شانِ نزول:**

اس سورت کے شانِ نزول میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ كَانُوا مِنْ أَخْبَثِ النَّاسِ كَيْلًا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ {وَيْلٌ لِلْمُطَفِّفِينَ} فَأَحْسَنُوا الْكَيْلَ بَعْدَ ذَلِكَ (سنن ابن ماجه ، التجارت،حديث:2223)

''جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اہلِ مدینہ ناپ تول کے اعتبار سے بدترین لوگ تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی جس کے بعد انہوں نے اپنی ناپ تول بہت اچھی کرلی۔''

آیات کا لفظی و بامحاورہ ترجمہ (آیت نمبر 1 تا 17)

اٰیاتھا ٣٦ | ٨٣ سُوۡرَۃُ الۡمُطَفِّفِیۡنَ مَکِّیَّۃٌ ٨٦ | رکوعھا ١ | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَیۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِیۡنَ ① الَّذِیۡنَ اِذَا اکۡتَالُوۡا عَلَی النَّاسِ یَسۡتَوۡفُوۡنَ ② وَاِذَا کَالُوۡھُمۡ اَوۡ وَّزَنُوۡھُمۡ

بڑی ہلاکت ہے	ناپ تول میں کمی کرنے والوں کیلئے	وہ لوگ کہ	جب وہ ناپ کر لیتے ہیں	لوگوں سے	وہ پورا لیتے ہیں	اور جب	وہ ناپ کر دیتے ہیں انہیں	یا	وہ تول کر دیتے ہیں انہیں

ناپ اور تول میں کمی کرنے والوں کیلئے بڑی خرابی ہے جو لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا لیتے ہیں ۔ اور جب لوگوں کو ناپ کر یا وزن کرکے دیتے ہیں تو

یُخۡسِرُوۡنَ ③ اَلَا یَظُنُّ اُولٰٓئِکَ اَنَّھُمۡ مَّبۡعُوۡثُوۡنَ ④ لِیَوۡمٍ عَظِیۡمٍ ⑤ یَّوۡمَ یَقُوۡمُ النَّاسُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ⑥

وہ گھٹا کر دیتے ہیں یہ لوگ	کیا نہیں یقین رکھتے	یہ لوگ	کہ بے شک وہ لوگ	کھڑے کیے جائیں گے وہ	عظیم دن کیلئے	جس دن	کھڑے ہوں	لوگ	جہانوں کے رب کیلئے

کم کرکے دیتے ہیں۔ کیا ان لوگوں کو اس بڑے دن میں اُٹھائے جانے کا یقین نہیں ہے ، جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔

کَلَّاۤ اِنَّ کِتٰبَ الۡفُجَّارِ لَفِیۡ سِجِّیۡنٍ ⑦ وَمَاۤ اَدۡرٰکَ مَا سِجِّیۡنٌ ⑧ کِتٰبٌ مَّرۡقُوۡمٌ ⑨ وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ

ہرگز نہیں	بے شک	بدکاروں کے نامۂ اعمال	البتہ سجین میں ہے	اور کس چیز نے	خبر دی آپ کو	کیا ہے سجین؟	ایک کتاب ہے	لکھی ہوئی	بڑی ہلاکت ہے	اس دن

ہرگز نہیں یقیناً بدکردار لوگوں کے اعمال نامے سجین میں ہوں گے ۔ آپ کیا جانیں کہ وہ سجین کیا ہے ؟ وہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے اس دن بڑی ہلاکت ہے

لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ ⑩ الَّذِیۡنَ یُکَذِّبُوۡنَ بِیَوۡمِ الدِّیۡنِ ⑪ وَمَا یُکَذِّبُ بِہٖۤ اِلَّا کُلُّ مُعۡتَدٍ اَثِیۡمٍ ⑫ اِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡہِ

جھٹلانے والوں کیلئے	وہ جو	جھٹلاتے ہیں	بدلے کے دن کو	اور نہیں	جھٹلاتا	اس کو	مگر	ہر حد سے بڑھنے والا	بہت گناہ گار	جب	پڑھی جاتی ہیں	اس پر

جھٹلانے والوں کیلئے ۔ جو جزاء کے دن کو جھٹلاتے ہیں ۔ اور اسے ہر وہ شخص جھٹلاتا ہے جو حد سے بڑھنے والا بہت گنہگار ہے۔ اور جب اس پر ہماری آیات تلاوت پڑھی جاتی ہیں

اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ ⑬ کَلَّا بَلۡ ٜ رَانَ عَلٰی قُلُوۡبِھِمۡ مَّا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ ⑭ کَلَّاۤ اِنَّھُمۡ عَنۡ رَّبِّھِمۡ

ہماری آیتیں	(تو) وہ کہتا ہے	(یہ) کہانیاں ہیں	پہلے لوگوں کی	ہرگز نہیں!	بلکہ	زنگ لگ گیا ہے	ان کے دلوں پر	ان (اعمال کا)	وہ تھے	کماتے	ہرگز نہیں!	بلاشبہ وہ	اپنے رب سے

تو کہتا ہے کہ یہ تو پہلے لوگوں کی داستانیں ہیں ۔ ہرگز یہ بات نہیں ! بلکہ ان لوگوں کے دلوں پر ان کے بُرے اعمال کا زنگ لگ گیا ہے۔ ہرگز نہیں یقیناً ایسے لوگ اس دن اپنے پروردگار (کے دیدار) سے

یَوۡمَئِذٍ لَّمَحۡجُوۡبُوۡنَ ⑮ ثُمَّ اِنَّھُمۡ لَصَالُوا الۡجَحِیۡمِ ⑯ ثُمَّ یُقَالُ ھٰذَا الَّذِیۡ کُنۡتُمۡ بِہٖ تُکَذِّبُوۡنَ ⑰

اس دن	البتہ وہ اوٹ میں رکھے جائیں گے	پھر	بلاشبہ وہ	ضرور داخل ہونگے	جہنم میں	پھر کہا جائیگا	یہ ہے	وہ جو	تم تھے	اس کو	جھٹلاتے

محروم رکھے جائیں گے ۔ پھر یقینا وہ جہنم میں ضرور داخل ہونے والے ہیں۔ پھر انہیں کہا جائے گا یہی وہ چیز ہے جسے تم جھٹلاتے تھے۔

اردو میں مستعمل قرآنی الفاظ (آیت نمبر 1 تا 17)

النَّاسِ	عامۃ الناس، عوام الناس
يَسْتَوْفُوْنَ	وفا، وفا شعار، وفادار، ایفائے عہد
وَّزَنُوْا	وزن، اوزان، میزان، توازن، متوازن
يُخْسِرُوْنَ	خسارہ، خاسر، خائب و خاسر، خسران مبین
يَظُنُّ	ظن کرنا، بدظن، حُسن ظن
مَّبْعُوْثُوْنَ	بعثت، مبعوث، باعث، بعثت نبوی
عَظِيْمٍ	عظیم، عظمت، اعظم، وزیر اعظم
يَقُوْمُ	قیام پاکستان، قائم شدہ، قائم مقام
الْعٰلَمِيْنَ	عالَم، عالَم بالا، عالَم برزخ، عالَم دنیا
الْفُجَّارِ	فاجر، فاسق و فاجر، فسق و فجور

اَدْرٰىكَ	لا ادری، روایت و درایت
مَّرْقُوْمٌ	تاریخ رقم کرنا، راقم، رقم طراز
يُكَذِّبُوْنَ	تکذیب، کذب، کذّاب، کذب و افتراء، کاذبین، کذب بیانی
تُتْلٰى	تلاوت کرنا، اچھی تلاوت
اٰيٰتُنَا	آیت، قرآنی آیات، آیۃ من آیات اللہ
الْاَوَّلِيْنَ	اوّل، اوّلین، اوّلاً، اوّل آخر، ربیع الاول
بَلْ	بلکہ
قُلُوْبِهِمْ	قلب، امراض قلب، قلبی دوست، قلبی سکون، قلوب و اذہان
يَكْسِبُوْنَ	کسب، کسبِ حلال، کاسب، اکتساب
لَّمَحْجُوْبُوْنَ	حجاب، حجاب کرنا، محجوب، حاجب

مختصر گرائمر و لغت

لِلْمُطَفِّفِيْنَ	جمع مذکر، اسم فاعل، مصدر ''تَطْفِيْفٌ'' (تول میں کمی کرنا) شروع میں ''لام'' حرفِ جر ہے۔
اكْتَالُوْا	جمع مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''اِكْتِيَالٌ'' (پیمانے سے ناپنا)
يَسْتَوْفُوْنَ	جمع مذکر غائب، مضارع معلوم، مصدر ''اِسْتِيْفَاءٌ'' (پورا لینا)
كَالُوْهُمْ	جمع مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''كَيْلٌ'' (ناپنا) آخر میں ''هُمْ'' ضمیر مفعول بہ کی ہے۔
وَّزَنُوْهُمْ	جمع مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''وَزْنٌ'' (وزن کرنا) آخر میں ''هُمْ'' ضمیر مفعول بہ ہے۔
يُخْسِرُوْنَ	جمع مذکر غائب، مضارع معلوم، مصدر ''إِخْسَارٌ'' (نقصان کرنا، کمی کرنا)
لَا يَظُنُّ	واحد مذکر غائب، مضارع منفی معلوم، مصدر ''ظَنٌّ'' (گمان کرنا)

مَّبْعُوْثُوْنَ	جمع مذکر، اسم مفعول، مصدر ''بَعْثٌ'' (اُٹھانا)
الْفُجَّارِ	فَاجِرٌ کی جمع (گنہگار)
مَّرْقُوْمٌ	واحد مذکر، اسم مفعول، مصدر ''رَقْمٌ'' (لکھنا)
مُعْتَدٍ	واحد مذکر، اسم فاعل، مصدر ''اِعْتِدَاءٌ'' (حد سے بڑھ جانا)
تُتْلٰى	واحد مؤنث غائب، مضارع مجہول، مصدر ''تِلَاوَةٌ'' (پڑھنا)
رَانَ	واحد مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''رَيْنٌ'' (رنگ لگنا)
يَكْسِبُوْنَ	جمع مذکر غائب، مضارع معلوم، مصدر ''كَسْبٌ'' (کمانا)
لَمَحْجُوْبُوْنَ	جمع مذکر، اسم مفعول، مصدر ''حَجْبٌ/حِجَابٌ'' (پردہ کرنا، روکنا) شروع میں لام تاکید کا ہے۔
لَصَالُوْا	جمع مذکر، اسم فاعل، مصدر ''صَلِيٌّ'' (داخل ہونا) شروع میں لام تاکید ہے۔

تفسیر و تشریح:

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝١

وَيْلٌ کا معنی تباہی، بربادی اور ہلاکت کے ہیں۔ ''مُطَفِّفِيْن'' مُطَفِّفٌ کی جمع ہے جو تَطفِیفٌ سے مشتق ہے جس کا معنی حقیر اور معمولی چیز ہے۔ اور اصطلاح میں یہ لفظ ناپ تول میں کمی کرنے پر بولا جاتا ہے، کیونکہ ناپ تول میں ہاتھ کی صفائی دکھا کر ڈنڈی مارنے والا بھی معمولی مقدار میں کمی وبیشی کرتا ہے اور گاہک کو احساس بھی نہیں ہونے دیتا۔

اس کی ایک صورت ڈنڈی مار کر کمی وبیشی کرنا ہے جبکہ دوسری صورت لینے اور دینے کے پیمانے الگ الگ رکھ کر کمی وبیشی کرنا ہے۔ یہ جرم معاشرے میں خطرناک نتائج مرتب کرنے والا ہے۔ اس لیے قرآن مجید میں متعدد جگہ اس کی سخت مذمت کی گئی ہے۔ اور صحیح ناپ تول کرنے کی تاکید کی گئی ہے، مثلاً سورۃ الانعام، آیت نمبر 152۔ سورۃ بنی اسرائیل، آیت: 35۔ سورۃ رحمٰن، آیت: 89۔ اور سیدنا شعیب علیہ السلام کی قوم کی تباہی کا ایک سبب یہی ناپ تول میں کمی کرنا تھا جس کی وضاحت سورۃ ھود میں کی گئی ہے۔

یہ کمینہ پن کی انتہا ہوتی ہے کہ لوگوں سے قیمت پوری وصول کرنا اور مال میں تھوڑی تھوڑی چوری کرتے رہنا۔ ایسا انسان حقیقت میں زیادہ مال اُڑانے سے بھی پرہیز کرنے والا نہیں ہوتا بلکہ کم ہمتی اور پکڑے جانے کے خوف سے تھوڑی چوری پر قناعت کیے بیٹھا ہوتا ہے۔ ورنہ اس کی طبیعت کے بگاڑ اور فساد میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ اور ایسا آدمی یا معاشرہ کبھی سکون کا سانس نہیں پاسکتا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَلَمْ يَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ، إِلَّا أُخِذُوا بِالسِّنِينَ، وَشِدَّةِ الْمَئُونَةِ، وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَيْهِمْ (سنن ابن ماجه ، الفتن، حديث:4019)

''جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے اُن پر قحط سالی، سخت مشقت اور حکمرانوں کا ظلم مسلط کر دیا جاتا ہے۔''

تَطْفِيْفٌ کی صورت آئندہ آیات میں واضح کر دی گئی ہے کہ لوگوں سے وصول کرتے وقت بالکل پورا پورا لیا جائے اور دیتے وقت وزن یا کیل میں ہاتھ کی صفائی دکھلائی جائے۔ بعض علماء نے صراحت کی ہے کہ تطفیف کا تعلق حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں سے ہے۔

حقوق اللہ کے ساتھ اس طرح کہ اس کی نعمتیں سب حاصل کی جائیں۔ بلکہ ان میں مزید کی طلب وخواہش رہے، لیکن اس کے احکام ادا کرنے اور شکریہ ادا کرنے میں سستی وغفلت برتی جائے۔

حقوق العباد میں تطفیف کی صورتوں میں سے ہے کہ اپنے عیب چھپانا اور دوسروں کے افشاء کرنا، اپنے لیے انصاف کا مطالبہ کرنا اور خود دوسروں کا حق دبا لینا، ملازموں سے کام پورا لینا اور معاوضہ کم دینا۔ ہمارے ہاں تَطْفِيف کا ایک پہلو دیکھا جاتا ہے اور دوسرا فراموش کر دیا جاتا ہے، مثلاً: ملازم کسی مجبوری کی وجہ سے 15 منٹ لیٹ ہو جائے تو ڈانٹ دینا یا تنخواہ سے کٹوتی کر لینا، لیکن مالک آدھا گھنٹہ یومیہ زائد کام لے تو اس کا کوئی معاوضہ نہ دینا اسی طرح ملازم کو رکھتے وقت دو کام کرنے کے عہد پر رکھنا اور بعد میں تین یا چار کام اس سے لینا لیکن اضافی معاوضہ نہ دینا، ملازم رکھتے وقت جو سہولیات دینے کا وعدہ تھا اسے پورا نہ کرنا۔

ہمارے معاشرے میں تمام الزام اور تطفیف صرف ملازم اور ماتحت افراد کے حصہ میں کی ہے جبکہ مالک اور عہدیداران کبھی اس کے ذمہ دار نہیں بنتے حتی کہ دینی تنظیموں کے سربراہ ونا ظمین کا بھی یہی وطیرہ ہے کہ ایک آدمی سے تین آدمیوں کا کام لیا جاتا ہے۔ اور وظیفہ کے وقت زہد وتقویٰ کا درس سنا دیا جاتا ہے۔ اور اپنے آپ کو خوش فہمی میں مبتلا کیے ہوئے ہوتے ہیں، کہ ہم بیت المال کی بچت کر رہے ہیں۔

واقعی تو ں غلط کہنا کتنا آسان ہے۔ اور میں غلط کہنا کتنا مشکل ہے۔ بہرحال ظلم ظلم ہی ہے۔ خواہ ملازم کرے یا مالک، شاگرد کرے یا استاد، نیک کرے یا بد، کوئی حقوق اللہ میں کرے یا حقوق العباد میں۔

ظلم کا سبب:

الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝۲ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝۳ اَلَا يَظُنُّ اُولٰۗىِٕكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝۴

جو لوگ دوسروں کا مال ڈنڈی مار کر اُڑا لیتے ہیں اور اس طرح ہاتھ کی صفائی دکھاتے ہیں، کہ گاہک کو سامنے موجود ہونے کے باوجود شعور تک نہیں ہونے دیتے اور اپنی اس چالا کی پر خوش ہوتے ہیں۔ ان کا یہ کام دلالت کرتا ہے کہ ان کو اس ذات کا ڈر نہیں ہے جو ہر غیب وحاضر کو جاننے والا ہے۔ اور اس نے انسان کی تمام حرکات وسکنات کا ایک دن مقرر کر رکھا ہے۔ اگر اس ذات کا حقیقی تصور وعقیدہ ہوتا، اور قیامت کے حساب وکتاب کا یقین ہوتا تو وہ کبھی ایسا نہ کرتا۔

قیامت کا دن عظیم ہے

لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۵ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶

کل کائنات اللہ کے نزدیک ایک معمولی چیز ہے۔ قیامت کے دن زمین وآسمان کو اپنی ایک مٹھی میں لپیٹ لے گا، لیکن قیامت کے دن کو اس نے خود عظیم کہا ہے۔ اس سے آپ اس دن کی خوفناکی ومصیبت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ عظیم اس لیے کہ اس کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہے۔ (دیکھیے: سورۃ المعارج، آیت: 4)

اور اس لیے بھی وہ عظیم دن ہے کہ عام عدالت میں پیشی بھی گھبراہٹ کا باعث ہوتی ہے۔ تو رب العالمین کے سامنے پیش ہونے کا کتنا سخت معاملہ ہوگا۔ جس طرح سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن سورج مخلوق کے قریب کر دیا جائے گا حتی کہ وہ ان سے ایک میل کے فاصلے پر ہوگا، تو لوگ اپنے اعمال کے اندازے کے مطابق پسینے میں ہوں گے۔ ان میں سے بعض کے پسینہ ٹخنوں تک ہوگا، بعض کے گھٹنوں تک، بعض کی کمر تک اور بعض کو پسینے نے لگام ڈالی ہوگی۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ کے ساتھ اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا''۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس دن کانوں کے نصف تک پسینے کا ذکر کرتے ہوئے یہ آیت پڑھی: يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (بخاری، كتاب التفسير ، حديث :4938)

کافروں کے غلط خیالات کی تردید

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝۷ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ۝۸ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝۹

کافروں کا نظریہ یہ تھا کہ صرف دنیا ہی دنیا ہے۔ جس کا جو داؤ اور مکر چلے وہ لوٹ گھسوٹ کر لے، اپنی طاقت وجاہت کے مطابق جو ظلم وستم کر سکتا ہے کر لے اُسے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے فاسد نظریہ کا زوردار انداز میں ردّ کرنے کیلئے فرمایا:

كَلَّآ (ہرگز ایسا نہیں) بلکہ نافرمان لوگوں کا اعمال نامہ سجین میں ہے '' سِجِّيْن ''سجن سے مبالغہ ہے جس کا معنی دائمی قید خانہ ہے۔ اس کے مفہوم میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں:

(1) **سِجِّین** سے وہ کتاب مراد ہے جس میں کافروں، فاسقوں اور شیطانوں کا اعمال نامہ ہوگا۔ اس صورت میں ''**كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ**'' یہ لفظ ''سجین'' کی وضاحت ہوگی۔ (الکشاف، انوار البیان، تدبر القرآن، تفہیم القرآن)

(2) **سِجِّيْنٌ** جہنم میں ایک تنگ جگہ کا نام ہے اور فاسق لوگوں کا نامہ اعمال اس جگہ ہوگا۔ اس صورت میں عبارت اس طرح ہوگی'' هُوَ مَحَلُّ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ '' وہ کتاب مرقوم کی جگہ ہے۔ (رازی، انوار)

(3) **سِجِّيْنٌ** ساتوں زمین کے نیچے ہے جس میں کافروں کے نام درج کیے جاتے ہیں۔ اس کی تائید میں سیدنا براء رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی جاتی ہے جس میں ہے

اكْتُبُوا كِتَابَهُ فِي سِجِّينٍ فِي الْأَرْضِ السُّفْلَى، فَتُطْرَحُ رُوحُهُ طَرْحًا (مسند احمد 287/4، حدیث: 18733)

''اس کا نامہ اعمال سجین میں لکھ دو جو سب سے نچلی زمین میں ہے، تو اس کی روح کو (اس میں) پھینک دیا جاتا ہے۔''

مطلب یہ ہے کہ مجرموں کا نام بلیک لسٹ میں درج کر دیا جاتا ہے۔ (فتح القدیر، الرازی) جس سے اس کا مجرم ہونا ہر ایک پر واضح ہوگا۔

قیامت کا انکار حقیقت میں اللہ کا انکار ہے:

وَيْلٌ يَّوْمَىِٕذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ⑩ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ⑪ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖۤ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ⑫ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ⑬

جو شخص روزِ جزا کا منکر ہے وہ در حقیقت اللہ کی ربوبیت، قدرت اور عدل و انصاف کا انکار کرنے والا ہے۔ ایسے انسان جس قدر بھی گناہوں پر دلیری کا مظاہرہ کریں کم ہے۔ ایسے شخص کے لیے **مُعْتَدٍ** اور **اَثِيْمٍ** کا لفظ بولا گیا ہے۔ **اَثِيْم** سے مراد اپنے ذمہ حقوق کی ادائیگی میں کمی کرنے والا گناہگار، اور **مُعْتَد** سے مراد جو دوسروں کے حقوق بھی ادا نہ کرے اور مزید ان پر ظلم و ستم بھی ڈھانے والا ہو۔ تو مطلب یہ ہوا کہ قیامت کا انکار کوئی نیک فطرت اور عادل شخص نہیں کر سکتا بلکہ وہی انکار کرے گا جو ہر قسم کے گناہ کا دلدادہ ہو۔ اور دوسروں کے حقوق غصب کرنے کی روش اپنا رکھی ہو۔

جب ایسے باغی و سرکش کو قرآنی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں جن میں قیامت کے احوال کا ذکر ہوتا ہے اور سابقہ قوموں کے نافرمانوں کے حالات و واقعات ہوتے ہیں تو وہ یہ کہہ کر بات ٹال دیتا ہے کہ یہ سب بجھارتیں ہیں۔ ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

انکار کا سبب:

كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ⑭

کافروں کے آیاتِ الٰہی کو جھٹلانے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ اُن کے برحق ہونے میں کوئی شک ہے، بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ گناہوں کی وجہ سے دِلوں پر زنگ چڑھا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے حق و باطل میں فرق نظر نہیں آتا اور گناہ کا خاصہ ہے کہ اگر بار بار کیا جائے اور توبہ نہ کی جائے تو یہ پورے دِل کو گھیر لیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ داغ لگ جاتا ہے اگر گناہ سے باز آجائے اور معافی مانگ لے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے لیکن اگر دوبارہ گناہ کرے تو داغ بڑھا دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ سیاہ داغ پورے دل پر چھا جاتا ہے۔ یہی وہ **ران** ہے جو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے: كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (جامع الترمذی، کتاب التفسیر، حدیث: 3334)

کافروں کی دیدارِ الٰہی سے محرومی:

كَلَّاۤ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَىِٕذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ⑮

کافروں و فاجروں کو قیامت کے دن ایک سزا یہ بھی ملے گی کہ وہ اپنے رب کے دیدار سے محروم کر دیئے جائیں گے۔ یقیناً آخرت کے انعامات میں سے سب سے بڑی نعمت دیدارِ الٰہی ہوگی۔ جو اس نعمت عُظمیٰ سے محروم کر دیئے گئے وہ بڑے بدنصیب ہوں گے اور اس محرومی کی وجہ سے سخت اضطراب و قلق میں ہوں گے۔ جیسے سالہا سال سے گمشدہ بیٹا مل جائے لیکن والدہ کو دیدار نہ کرایا جائے۔ یا عرصۂ طویل کے بعد آنے والے محبوب کا دیدار مُحِب کو نہ کرایا جائے تو اس پر پریشانی و اضطراب کی کیا کیفیت ہوگی؟ اس سے ہزاروں گنا زیادہ غم و پریشانی ہوگی ان مجرموں کو جنہیں دیدارِ الٰہی سے محروم رکھا جائے گا۔ امام مالک رحمہ اللہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ جب مجرموں کو دیدارِ الٰہی سے محروم رکھا جائے گا تو اہل ایمان کو دیدار کرایا جائے گا۔ رؤیت الٰہی پر واضح نصوص دلالت کرتی ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (القیامة: 22-23)

''کئی چہرے اس دن تر و تازہ ہوں گے، اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا'' کیا ہم قیامت کے دِن اپنے رب کا دیدار کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا'' کیا تم چودھویں کے چاند دیکھنے میں کوئی رش بھیڑ کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کی'' بالکل نہیں'' آپ نے پھر پوچھا'' کیا مطلع صاف ہو تو سورج کو دیکھنے میں کوئی دقّت محسوس کرتے ہو؟ تو انہوں نے کہا'' ہرگز نہیں۔ اے اللہ کے رسول! (تو) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم بھی اسی طرح (آسان سے) اپنے رب کا دیدار کرو گے۔'' (بخاری، کتاب التوحید، حدیث: 7437)

تکذیب کی سزا:

ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ⑯ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ⑰

کافروں اور منکروں کو رؤیت الٰہی سے محروم رکھ کر روحانی اذیت کے ساتھ ساتھ جسمانی تکالیف بھی دی جائیں گی کہ انہیں بھڑکتی ہوئی آگ میں ٹھونس دیا جائے گا۔ اور پھر زجر و توبیخ کے لیے کہا جائے گا کہ یہ رہی جہنم کی وہ سزا جس کا انکار کرتے تھے۔ اب بتاؤ کہ یقین آیا یا مزید یقین دلایا جائے؟

آیات کا لفظی وبامحاورہ ترجمہ (آیت نمبر18تا36)

كَلَّآ إِنَّ كِتَٰبَ ٱلْأَبْرَارِ لَفِى عِلِّيِّينَ ﴿١٨﴾ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا عِلِّيُّونَ ﴿١٩﴾ كِتَٰبٌ مَّرْقُومٌ ﴿٢٠﴾

ہرگز نہیں!	بے شک	نیک لوگوں کا نامۂ اعمال	البتہ علیین میں ہے	اور کس چیز نے	خبر دی آپ کو	(کہ) کیا ہے	علیین؟	ایک کتاب ہے	لکھی ہوئی

ہرگز نہیں ! یقیناً نیک لوگوں کا اعمال نامہ علیین میں ہوگا۔ اور آپ کیا جانیں کہ علیین کیا ہے ؟ وہ ایک کتاب ہے لکھی ہوئی ۔

يَشْهَدُهُ ٱلْمُقَرَّبُونَ ﴿٢١﴾ إِنَّ ٱلْأَبْرَارَ لَفِى نَعِيمٍ ﴿٢٢﴾ عَلَى ٱلْأَرَآئِكِ يَنظُرُونَ ﴿٢٣﴾ تَعْرِفُ فِى وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ

حاضر ہوتے ہیں اس پر	مقرب فرشتے	بے شک نیک لوگ	البتہ نعمت میں ہونگے	تختوں پر (بیٹھے)	دیکھ رہے ہونگے	آپ پہنچانیں گے	ان کے چہروں میں	تازگی

جس کے پاس مقرب فرشتے حاضر رہتے ہیں۔یقیناً نیک لوگ جنت کی نعمتوں میں ہوں گے۔مسہریوں پر بیٹھے نظارے کررہے ہوں گے۔آپ ان کے چہروں پر خوشحالی کی روشنی معلوم کریں گے۔

ٱلنَّعِيمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ مَّخْتُومٍ ﴿٢٥﴾ خِتَٰمُهُۥ مِسْكٌ ۚ وَفِى ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ ٱلْمُتَنَٰفِسُونَ ﴿٢٦﴾

نعمت کی	وہ پلائے جائیں گے	مہر لگی ہوئی خالص شراب میں سے	اس کی مہر ہوگی	کستوری کی	اور اسی میں	پس چاہیے کہ رغبت کریں	رغبت کرنے والے

انہیں مہر لگی ہوئی خالص شراب پلائی جائے گی ۔ جس کی مہر کستوری کی ہوگی ۔ اور (نعمتوں کے)شائقین کو چاہیے کہ وہ اس میں رغبت کریں۔

وَمِزَاجُهُۥ مِن تَسْنِيمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا ٱلْمُقَرَّبُونَ ﴿٢٨﴾ إِنَّ ٱلَّذِينَ أَجْرَمُوا۟ كَانُوا۟ مِنَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟

اور اس کی ملاوٹ	تسنیم (کے پانی) سے ہوگی	(یعنی) ایک چشمہ ہے	پییں گے	اس میں سے	مقرب بندے	بے شک جنہوں نے	جرم کیے	تھے وہ	ایمان لانے والے لوگوں پر

اور اس شراب میں تسنیم کی آمیزش ہوگی ۔ یہ ایک چشمہ ہے جس سے مقرب لوگ پییں گے۔مجرم لوگ (دنیا میں) ایمانداروں پر

يَضْحَكُونَ ﴿٢٩﴾ وَإِذَا مَرُّوا۟ بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ ﴿٣٠﴾ وَإِذَا ٱنقَلَبُوٓا۟ إِلَىٰٓ أَهْلِهِمُ ٱنقَلَبُوا۟ فَكِهِينَ ﴿٣١﴾

ہنستے تھے	اور جب	وہ گزرتے	ان (مسلمانوں) کے پاس سے	تو ایک دوسرے کو آنکھوں سے اشارہ کرتے تھے	اور جب	وہ لوٹتے تھے	اپنے اہل خانہ کی طرف	تو وہ لوٹتے	دل لگی کرتے ہوئے

ہنسا کرتے تھے۔اور مسلمانوں کے پاس سے گزرتے تو ایک دوسرے کو آنکھوں سے اشارہ کرتے تھے۔اور اپنے گھروں کو لوٹتے وقت خوش گپیاں کرتے لوٹتے تھے۔

وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوٓا۟ إِنَّ هَٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّونَ ﴿٣٢﴾ وَمَآ أُرْسِلُوا۟ عَلَيْهِمْ حَٰفِظِينَ ﴿٣٣﴾ فَٱلْيَوْمَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟

اور جب	وہ دیکھتے تھے ان (مسلمانوں) کو	تو کہتے	بلاشبہ	یہ لوگ	البتہ گمراہ ہیں	حالانکہ نہیں	وہ بھیجے گئے	ان پر	نگران	پس آج	وہ لوگ جو ایمان لائے

اور جب ایمان والوں کو دیکھتے تو کہا کرتے کہ یہی لوگ گمراہ ہیں۔ حالانکہ وہ ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجے گئے۔ چنانچہ آج ایمان والے

مِنَ ٱلْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ ﴿٣٤﴾ عَلَى ٱلْأَرَآئِكِ يَنظُرُونَ ﴿٣٥﴾ هَلْ ثُوِّبَ ٱلْكُفَّارُ مَا كَانُوا۟ يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾

کافروں پر	ہنس رہے ہوں گے	تختوں پر	دیکھ رہے ہونگے	(کہ) کیا	بدلہ دیے گئے	کافر	اس کا جو	تھے	وہ کرتے

کافروں پر ہنس رہے ہوں گے ۔ تختوں پر بیٹھے(ان کا حال) دیکھیں گے۔ کہ کیا کافروں کو ان کے کیے کا بدلہ دے دیا گیا؟۔

اردو میں مستعمل قرآنی الفاظ (آیت نمبر 18 تا 36)

اَلۡاَبۡرَارِ	برّ، ابرار لوگ
عِلِّيِّيۡنَ	اعلیٰ علیین، عرشِ معلی، ارفع واعلیٰ مقام
يَّشۡهَدُهُ	شہادت، عینی شہادت، شہید، شاہد، مشہود، شہادت نامہ، شہداء
الۡمُقَرَّبُوۡنَ	تقرب الٰہی، قرب، مقرب، قربِ الٰہی، تقریباً
نَعِيۡمِ	نعمت، نعمتیں، انعام
يَنۡظُرُوۡنَ	نظر، نظر بند، نظریات، نظریاتی، نظارہ، نظر انداز
تَعۡرِفُ	تعارف، متعارف، معرفت، عرف، عارف باللہ، معروف
وُجُوۡهِهِمۡ	علی وجہ البصیرت، وجاہت، توجہ، متوجہ ہونا
يُسۡقَوۡنَ	ساقی قوم، ساقی کوثر، ساقیٔ کونین

مَّخۡتُوۡمٍ خِتٰمُهٗ	ختم، خاتمہ، ختم الرسل، اختتام پذیر، ختم قرآن، خاتم النبیین، ختم نبوت
اَجۡرَمُوۡا	جرم، ارتکاب جرم، جرائم پیشہ، مجرمین، جرم سنگین، جرمانہ
يَضۡحَكُوۡنَ	تضحیک کرنا، مضحکہ خیز بات
مَرُّوۡا	مرورِ زمانہ، مرار (کئی مرتبہ)
انۡقَلَبُوۡٓا	انقلاب، انقلابی، انقلابات، منقلب ہوائیں
اَهۡلِهِمُ	اہل وعیال، اہلیہ محترمہ، اہل خانہ، اہل بیت، اہل دل، اہل رائے
اُرۡسِلُوۡا	ارسال، مرسل، رسول، مرسل الیہ
حٰفِظِيۡنَ	حفاظت، محافظ، حفظانِ صحت
ثُوِّبَ	ثواب، ثواب دارین، اجر وثواب

مختصر گرائمر ولغت

يَشۡهَدُهُ	واحد مذکر غائب، مضارع معلوم، مصدر ''شُهُوۡدٌ'' (حاضر ہونا)
الۡمُقَرَّبُوۡنَ	جمع مذکر، اسم مفعول، مصدر ''تَقۡرِيۡبٌ'' (قریب کرنا)
يَنۡظُرُوۡنَ	جمع مذکر غائب، مضارع معلوم، مصدر ''نَظَرٌ'' (دیکھنا)
تَعۡرِفُ	واحد مذکر حاضر، مضارع معلوم، مصدر ''مَعۡرِفَةٌ/عِرۡفَانٌ'' (پہچاننا)
يُسۡقَوۡنَ	جمع مذکر غائب، مضارع مجہول، مصدر ''سَقۡيٌ'' (پلانا)
مَّخۡتُوۡمٍ	واحد مذکر، اسم مفعول، مصدر ''خَتۡمٌ'' (مہر لگانا)
فَلۡيَتَنَافَسِ	واحد مذکر غائب، امر معلوم، مصدر ''تَنَافُسٌ'' (حرص کرنے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنا) شروع میں ''فا'' مستأنفہ ہے۔

اَجۡرَمُوۡا	جمع مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''اِجۡرَامٌ'' (جرم کرنا)
يَضۡحَكُوۡنَ	جمع مذکر غائب، مضارع معلوم، مصدر ''ضَحِكٌ'' (ہنسنا، تعجب کرنا)
مَرُّوۡا	جمع مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''مُرُوۡرٌ'' (گزرنا)
يَتَغَامَزُوۡنَ	جمع مذکر غائب، مضارع معلوم، مصدر ''تَغَامُزٌ'' (آنکھوں سے اشارے کرنا)
انۡقَلَبُوۡٓا	جمع مذکر غائب، ماضی معلوم، مصدر ''اِنۡقِلَابٌ'' (لوٹنا)
لَضَآلُّوۡنَ	جمع مذکر، اسم فاعل، مصدر ''ضَلٌّ'' (گمراہ ہونا)
مَآ اُرۡسِلُوۡا	جمع مذکر غائب، ماضی منفی مجہول، مصدر ''اِرۡسَالٌ'' (بھیجنا)

تفسیر وتشریح:

نیک لوگوں کی روح کا مقام:

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الۡاَبۡرَارِ لَفِىۡ عِلِّيِّيۡنَ ؕ﴿۱۸﴾ وَمَآ اَدۡرٰكَ مَا عِلِّيُّوۡنَ ﴿۱۹﴾ كِتٰبٌ
مَّرۡقُوۡمٌ ۙ﴿۲۰﴾ يَّشۡهَدُهُ الۡمُقَرَّبُوۡنَ ؕ﴿۲۱﴾

گزشتہ آیات میں کافر وفاسق لوگوں کا انجام بد بیان کیا گیا تھا، تو اِن آیا میں مخلص وصالح لوگوں کا انجام بیان کیا گیا ہے۔ كَلَّآ حرف رَدّع ہے جس سے منکرین کی بات کو رد کیا گیا ہے۔ ان کی سوچ یہ تھی کہ مرنے کے بعد ہر انسان کا وجود ہمیشہ کے لیے ختم ہوجاتا ہے۔ کسی قسم کی جزاء وسزا کا سلسلہ نہ ہوگا۔ اس بات کا رد کیا گیا کہ ''كَلَّآ'' اہل ایمان کا انجام، اہل کفر وشرک جیسا ہرگز نہ ہوگا۔ عِلِّيِّيۡنَ/عِلِّيُّوۡنَ جمع ہے عِلِّيٌّ کی جو ''عُلُوٌّ'' سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ اس کا معنیٰ ہے ''بہت ہی اونچا شخص'' اب عِلِّيُّوۡنَ کا معنی ہوگا بہت ہی اونچے مرتبے والے لوگ۔ بعض کے نزدیک اس سے مراد بہت بلند جگہ ومقام ہے۔ (فتح القدیر، انوار البیان)

نیک لوگوں کی ارواح یا اعمال نامے اس میں محفوظ ہوتے ہیں۔ اور انتہائی مقرب فرشتے اس کی نگہداشت کیلئے حاضر رہتے ہیں۔ دوسرا مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ وہ نیک لوگوں کا دفتر ہے اس لیے اس کو دیکھنے کیلئے انہی مقرب لوگوں کو وہاں حاضر ہونے کی اجازت ہے جن کا وہ دفتر ہے۔ (تفسیر القرآن الکریم 923/4)

نیک لوگوں کیلئے انعامات:

جس طرح نیک لوگوں کا نامہ اعمال اور ارواح کو عزت وشرف کے ساتھ عِلِّيُّوۡنَ میں رکھا جاتا ہے، اسی طرح ان ارواح کو جسموں میں واپس لٹا کر دوبارہ زندہ کرنے پر عمدہ ترین انعامات سے نوازا جائے گا۔ وہ کیسی نعمتیں ہوں گی؟ ان کی حقیقت وکیفیت کو اس دنیا میں نہ بیان کیا جاسکتا ہے اور نہ سمجھا جاسکتا ہے۔ بس انسان کے ذہن میں اک ہلکا سا خاکہ جو

آ سکتا ہے وہ یہ ہے

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ نیک لوگ جنتوں میں ہر طرف سے نعمتوں ہی نعمتوں میں ہوں گے ۔ان کی نگاہیں جدھر اٹھیں گی تو حد نظر انعامات کا لامتناہی سلسلہ ہوگا۔

عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ شاہانہ انداز میں عالیشان تختوں پر جلوہ افروز ہوں گے۔ وہاں بیٹھے بیٹھے دیدار الٰہی، جنت کے مناظر، لاکھوں میل دور بیٹھے ساتھیوں سے بات چیت کر رہے ہوں گے۔اور وہاں بیٹھے جہنم والے مجرموں کو دیکھیں گے اور کلام بھی کر لیں گے جو دنیا میں انہیں استہزاء و مسخری کیا کرتے تھے۔

تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ: جنتی لوگوں کے چہرے نعمتوں کی وجہ سے تر و تازہ، پُر رونق اور خوش وخرم ہوں گے کہ دیکھنے والا دیکھتے ہی پہچان لے گا کہ وہ کس قدر نعمت اور عیش و آرام میں ہیں ، جیسے خوشحال لوگوں کے چہروں کی تازگی سے معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ صاحب آسائش لوگ ہیں۔

يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيقٍ مَخْتُومٍ ﴿٢٥﴾ خِتَامُهُ مِسْكٌ وَفِي ذَلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ﴿٢٦﴾ وَمِزَاجُهُ مِنْ تَسْنِيمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢٨﴾

جنت کے مشروبات میں سے ایک اعلیٰ اور نفیس قسم کا مشروب ’’رَحِيقٍ مَخْتُومٍ‘‘ ہوگا۔ جس کا لفظی معنی ہے مہر لگی ہوئی خالص شراب یعنی ویسے تو جنت میں ہر قسم کے مشروبات کی نہریں اور چشمے جاری ہوں گے۔ جو ہمہ وقت جاری و ساری ہوں گے لیکن ایک خاص قسم کا مشروب جو کستوری کی سیل سے بند کیا ہوا ہوگا وہ اہل جنت کو دیا جائے گا۔اس کی لذت وذائقہ اور خوشبو ورنگت کیسی ہوگی یہ بیان سے باہر ہے بس اتنی بات قابل ذکر ضرور ہے کہ اس میں جنت کے چشمے کی آمیزش کرکے اس کی لذت وخوشبو کو مزید دوبالا کیا جائے گا۔جیسے ہم دودھ میں روح افزا، الائچی اور پھلوں کا جوس ملاتے ہیں تاکہ لذت اور بڑھ جائے۔جنت میں تسنیم چشمہ سے مقرب لوگ تو ہمیشہ مشروب نوش فرمائیں گے۔

قابل مقابلہ چیز:

وَفِي ذَلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ﴿٢٦﴾

انسانی فطرت میں ہے کہ یہ ایک دوسرے سے آگے بڑھنے میں کوشش کرتا ہے۔اکثر انسانوں کی یہ تمام تر کوششیں ناپید اور ختم ہوجانے والی اشیاء میں ہوتی ہیں۔ بلکہ الٹا یہ چیزیں تو انسان کے امن وسکون کو ختم کردینے والی ہیں۔اس لیے فرمایا اگر مقابلہ بازی کرنی ہے تو جنت کی ان نعمتوں کے بارے میں کرو جس کا مختصر خاکہ بتلادیا گیا ہے اور ان کا حصول تو ملنے پر معلوم ہوگا۔

مجرموں کی نازیبہ حرکات:

إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ ﴿٢٩﴾ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ ﴿٣٠﴾ وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَى أَهْلِهِمُ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ ﴿٣١﴾ وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَؤُلَاءِ لَضَالُّونَ ﴿٣٢﴾

بے دین لوگ ہمیشہ حق پرستوں کو جسمانی اور مالی تکالیف کے ساتھ روحانی اذیتیں پہچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔مسلمانوں کا مذاق اڑانا اور آوازیں کسنا انکا مشغلہ رہا ہے۔ چنانچہ وہ کہتے دیکھو ان کو کیا پاگل پن اور جنون سوار ہے کہ دنیا کی لذتوں کو چھوڑ کر آخرت کی ان دیکھی خیالی نعمتوں کے پیچھے پڑے ہیں۔ اسی طرح اہل ایمان کی اسلامی شکل وصورت، لباس، حجامت، طرز گفتگو، شادی وغمی کا انداز، دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کیلئے محنت دیکھ کر بھی ان کا مذاق اڑانے، ان کی تذلیل کیلئے ایک دوسرے کو آنکھوں سے اشارے کرتے حتی کہ مجلس برخواست کرنے کے بعد گھروں کو جاتے ہوئے اہل خانہ میں بھی یہی موضوع جاری رکھتے اور دل کی بھڑاس نکالتے رہتے۔ وہ اپنے عیش وآرام پر مغرور ہوکر اپنے آپ کو عقل مند اور درست راہ والے سمجھتے اور مسلمانوں کو کہتے کہ انہوں نے آباء واجداد کا طریقہ چھوڑ کر گمراہ ہوگئے ہیں۔

وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ حَافِظِينَ ﴿٣٣﴾

ان بدبخت منکرین کو اللہ تعالیٰ نے خود جواب دیکر منہ بند کردیا ہے کہ کیا تمہیں ان اہل ایمان کا نگران وذمہ دار بنایا گیا ہے؟ کہ ہمہ وقت ان کے پیچھے ہاتھ دھوکر پڑے ہوئے ہو۔اپنی اصلاح کی فکر نہیں اور خود اصلاح کے حروف ابجد سے بھی واقف نہیں اور دوسروں کی اصلاح کی تنظیمیں قائم کیے ہوئے ہو۔

آج بھی بعینہ یہی معاملہ ہے کہ بہت سے لوگ اسلامی شکل وصورت، لباس وحجامت سے کورے ہوتے ہیں۔قرآن کا ترجمہ تو دُور کی بات سادہ ناظرہ بھی نہیں آتا لیکن چوبیس گھنٹے اہل حق کے کیڑے نکالتے اور طرح طرح کے تبصرے کرنے میں مشغول رہتے ہیں۔خود ہزاروں جرائم میں مبتلا ہوتے ہیں۔اگر کسی دیندار سے غلطی سے کوئی قول وفعل سرزد ہوجائے تو زمین وآسمان کے قلابے ملادیتے ہیں۔اور مشرق ومغرب تک خبریں اڑا دیتے ہیں۔ایسے لوگوں کو اپنی غلط روش کو تبدیل کرلینا چاہیے ورنہ دنیا میں نہیں تو قیامت کون سی دور ہے۔وہاں سب بدلے اُتر جائیں گے۔

انتقامی کارروائی کا دن:

فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ ﴿٣٤﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ ﴿٣٥﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾

دنیا میں بے دین لوگ دین داروں سے استہزاء کرکے دلوں کی آگ ٹھنڈی کیا کرتے تھے لیکن قیامت کے دن معاملہ الٹ ہوجائے گا۔وہاں دیندار لوگ، بے دینوں کی چھترول اور گھسیٹ گھسیٹ کر جہنم میں پھینکنے کو دیکھ کر ہنسیں گے کہ یہ لوگ کس درجہ احمق تھے کہ خود گمراہ ہونے کے باوجود ہمیں گمراہی کا طعنہ دیتے تھے۔اور واضح دلائل کے باوجود نہ حق پہچانا اور نہ آخرت کی کوئی فکر کی بلکہ دنیا کی عارضی اور جلدی ختم ہونے والی لذتوں کے پیچھے پڑے رہے۔اور اہل ایمان کو یہ باتیں کہنے کیلئے جہنمی لوگوں کے پاس چل کر جانے کی ضرورت نہ ہوگی بلکہ جنت میں تختوں پر بیٹھے یہ تمام مناظر دیکھ رہے ہوں گے اور ان سے گفتگو کر رہے ہوں گے۔

پھر اہل جنت آخری چوٹ لگانے کیلئے کہیں گے: کیا اسلام، ایمان اور آخرت کا انکار کرنے والوں کو ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ مل گیا ہے یا ہم دربارِ الٰہی میں سفارش کرکے مزید گھٹ بنوادیں، جب وہ اہل ایمان کی طرف سے یہ بات سنیں گے تو ان سے سفارش کی آس وامید بھی ختم ہوجائے گی اور سخت ترین اذیت ومایوسی میں مبتلا ہوکر جہنم میں پڑے رہیں گے۔

پرچہ فہم قرآن کورس

وقت 20 جون 2018ء تک	ملاحظہ: تمام سوالات حل کریں تمام سوالات کے نشانات مساوی ہیں۔	کل نمبر: 100	پاس مارکس: 40

سوال نمبر1۔ سورۃ المطففین کا تعارف اور خلاصہ بیان کیجیے نیز اس سورۃ مبارکہ کے شانِ نزول میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول بیان کریں؟ 10

سوال نمبر2۔ اس سورۃ مبارکہ میں نیک لوگوں کے لیے جن انعامات کا ذکر کیا گیا ہے، بیان کریں؟ 10

سوال نمبر3۔ مندرجہ ذیل قرآنی الفاظ کا اُردو میں استعمال لکھیں۔ 10

الْفُجَّارِ اَدْرٰكَ لَّمَحْجُوْبُوْنَ يَظُنُّ يَكْسِبُوْنَ

سوال نمبر4۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی لکھیں۔ 10

وَيْلٌ سِجِّيْنٍ اَثِيْمٍ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ يَتَغَامَزُوْنَ

سوال نمبر 5 مندرجہ ذیل الفاظ کے صیغے لکھیں۔ 10

يَنْظُرُوْنَ اَجْرَمُوْا مَرُّوْا لَضَآلُّوْنَ يُخْسِرُوْنَ

سوال نمبر6۔ کثیر الانتخابی سوالات 20

1۔ سورۃ المطففین کا نام رکھا گیا ہے۔

ا۔ پہلی آیت سے ب۔ دوسری آیت سے ج۔ تیسری آیت سے

2۔ اس سورۃ میں آیات ہیں۔

ا۔35 ب۔37 ج۔40

3۔ اس سورۃ کا شمار ہوتا ہے؟

ا۔ مکی سورتوں میں ب۔ مدنی سورتوں میں ج۔ مکی و مدنی دونوں میں

4۔ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ کا معنی ہے۔

ا۔ سابقہ لوگوں کی کہانیاں ب۔ موجودہ لوگوں کی کہانیاں ج۔ آنے والے لوگوں کی کہانیاں

5۔ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ كَانُوا مِنْ أَخْبَثِ النَّاسِ كَيْلًا،۔۔۔ یہ حدیث مروی ہے

ا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر سے ب۔ سیدنا عبداللہ ب عباس سے ج۔ سیدنا عبداللہ ب زبیر سے

6۔ لضالوا صیغہ ہے۔

ا۔ جمع مذکر ب۔ جمع مونث ج۔ واحد مذکر

7۔ اس سورۃ مبارکہ میں لفظ سجین آیا ہے۔

ا۔1 بار ب۔2 بار ج۔3 بار

8۔ سورۃ المطففین کا نزول نمبر ہے۔

ا۔82 ب۔83 ج۔86

9۔ یضحکون صیغہ ہے۔

ا۔ جمع مونث غائب ب۔ واحد مونث غائب ج۔ ان میں سے کوئی نہیں

10۔ یستوفون کا معنی ہے

ا۔ وہ تھوڑا لیتے تھے ب۔ وہ نہیں لیتے تھے ج۔ ان میں سے کوئی نہیں

سوال نمبر7۔ اس سورۃ مبارکہ کی پہلی آیت وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ کی مفصل تشریح کریں نیز یہ بھی بتائیں کہ تطفیف میں کون کون سی چیزیں آسکتی ہیں؟ 10

سوال نمبر8۔ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا سِجِّيْنٌ کا ترجمہ کریں، نیز كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ سے کیا مراد ہے واضح کریں؟ 10

سوال نمبر9۔ منکرین قیامت کا انکار اور اس کا رد سورۃ المطففین کی روشنی میں تحریر کریں؟ 10

فہمِ قرآن کورس

رزلٹ برائے پہلا سمسٹر (سبق نمبر 1 تا 3)

نمبر شمار	نام	پہلا سبق	دوسرا سبق	تیسرا سبق
1	صائمہ اکرم	82	96	86
2	محمد صفی اللہ	96	97	97
3	احتشام صدیق	77	99	93
4	محمد سعد	95	95	94
5	احتشام ارشد	94	90	76
6	ڈاکٹر محمد حنیف	98	98	98
7	میاں محمد ظاہر شاہ	87	86	93
8	محمد فیضان	96	88	97
9	عبدالرحمن	97	100	97
10	سلمیٰ خان	93	100	96
11	فخر حسین	84	54	–
12	فہیم شہزاد	64	95	75
13	صدیق حسین	88	–	–
14	غزالہ یاسمین	94	–	–
15	ندا زاہد شاہ	95	–	–
16	خنساء عبدالعزیز	97	94	–
17	عظمیٰ ضامن شاہ	–	–	63
18	ضامن شاہ	–	–	65
19	ساجد حسن	63	47	–
20	عاصمہ نذیر	82	78	95
21	محمد شہریار	77	90	64
22	نبیل اشرف	69	97	82
23	شاہ زیب سید	89	87	–
24	سلیم اکرم	90	93	81
25	عبداللہ طلحہ	98	98	92
26	رخسانہ طارق	86	94	95
27	منیب الرحمن	–	99	–
28	ورع بنت تسکین	99	100	100
29	سید محمود احمد	–	83	–
30	عطاء الرحمن	–	99	97
31	ڈاکٹر عالیہ	–	87	92
32	فاطمۃ الزہراء	–	86	85
33	سید سارہ محمود	–	76	99
34	ڈاکٹر محمود احمد	–	–	83
35	حافظ محمد عمران	–	90	–
36	مہرین الطاف	87	86	85
37	محمد فیضان علی	85	–	–
38	عریشہ بانو	94	90	–
39	نایاب ممتاز	100	100	100
40	صدام حسین	85	–	–
41	سدرہ منیر	95	92	–

نوٹ: اس سمسٹر میں جن طلبا و طالبات کے نتائج مکمل نہیں ہیں، از راہِ کرم وہ ادارے سے رجوع فرمائیں۔ اور اپنے سابقہ اور آنے والے نتائج ترجیحاً بذریعہ ڈاک یا ای میل ارسال فرمائیں۔ واٹساپ پر جوابات کی ترتیب میں مشکلات آرہی ہے۔ جزاکم اللہ خیرا -ادارہ-

کورس کے اختتام پر فائنل رزلٹ کے مطابق اور انعامات واسناد کی تقسیم ہوگی۔

ان شاءاللہ